OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:01, Jan-June 2023, pp:62-71

میر واعظ کشمیر مولانا محمد یوسف شاہ کی دینی، سیاسی، سماجی اور تصنیفی وتالیفی خدمات: تجزیاتی مطالعہ

Mir waeez Kashmir Moulana Muhammad Yusuf Shah's Religious, Political, Social and Authoritative Services: An Analytical Study

Dr Bashir Ahmad Malik
Lecturer Islamic studies University of Azad Jammu & Kashmir Muzaffarabad
Email malikbashir661@gmail.com

Dr Riffat Shaheen
Lecturer Islamic Studies, Jamia tul muhsanat college, Mansehra
Email riffatshaheen22@yahoo.com

Zafar Ahmad Khan
Lecturer Islamic studies university of Azad Jammu and Kashmir
Email: zafarahmad_k@yahaoo.com

Submission: 15-04-2023	Accepted: 15-05-2023	Published:25-06-2023

Abstract

The Qur'an is the last message of guidance from God for mankind. As the scope of the spread of Islam expanded and those whose regional languages were completely different from Arabic began to embrace Islam, the Qur'an became the second. The need for translation into languages began to arise. But for a few hundred years, the rule of translation remained that the text of the Qur'an and its interpretation was exclusively Arabic and the non-Arabic language of the addressees for countries outside Arab borders. Used as a verbal understanding

The regular series of translations and commentaries in non-Arabic language began with the family of Shah Wali ullah. So Shah Wali ullah was the first to translate Quran into Persian and wrote footnotes in the name of Fath-ur-Rehman and his son Shah Abdul. Al-Aziz wrote Tafsir Fath-ul-Aziz in Persian language and the other sons took a step forward. The Mirwaiz family also

CC BY

benefited from the same Chashma Safi, so Maul Ana Muhammad Yahiya Shah translated the thirtieth paragraph into Kashmiri under the name of "Aachen Hind Gash" and later Maul Ana Yusuf Shah felt the need to a complete and comprehensive commentary should be written in Kashmiri language. Therefore, you translated the Holy Quran under the name of Fath-ul-Bayan. Thus, this translation was printed many times by Anjuman-e-Nusrat-ul-Islam, Srinagar. This article will present an analytical study of the religious, social, political and authorial services of Mirwaiz Maulana Muhammad Yusuf Shah for speared of Islam in Kashmir.

***Key Words**: Yusuf Shah, Religious, Political, Social Authoritative, Services, Achene Hind Gash, Fath-ul-Bayan, Anjuman Nusrat-ul-Islam*

تعارف:

قانون فطرت کا یہ اٹل دستور رہا ہے کہ جب کسی قوم اور ملک میں کفر و شرک اور ضلالت و گمراہی کی تند و تیز ہوائیں چلتی ہیں اور ظلم و ستم کا دور دورہ ہوتا ہے اور جب طغیانی و سرکشی، بداعمالی و بدکرداری کسی ملک و ملت کا شیوہ بن جاتی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اس قوم و ملک کی اصلاح کے لئے کوئی ہادی کوئی مصلح پیدا کرتا ہے جو اس بگڑی ہوئی قوم کی حالت کو سنوارتا ہے اور انہیں نفس پرستی و شیطان پرستی سے بچانے کے لئے حتی المقدور کوشش کرتا ہے۔ ان کی اصلاح کے لئے خود کامل بن کر تکمیل کے تمام ذرائع و رسائل کام میں لاتا ہے۔ دن کا سکون اور رات کی راحت قربان کر کے علمی، عملی ایثار کا ثبوت دے کر مفاسد کے انسداد اور مصالح کی ترویج میں اپنی خداداد صلاحیتوں کو صرف کر دیتا ہے۔ ہر زمانے میں اور ہر دور میں رحیم و کریم ذات کی یہی سنت چلی آرہی ہے۔

کشمیر میں دین اسلام شیخ عبدالرحمٰن بلبل شاہ کی تبلیغ سے پھیلا اور اسے امیر کبیر سید علی ہمدانی اور آپ کے خلف صادق میر سید محمد ہمدانی کی روحانی تسخیر نے کشمیر کے چپہ چپہ میں متعارف کروایا[1]۔ جب تک اس آفتابِ علم و ماہتابِ عرفان کے مستنیز و مستفیض انصار واخوان تبلیغی فرائض سرانجام دیتے رہے اس وقت تک خاکدان کشمیر نورِ توحید و رسالت کی ضیا پاشیوں کی بدولت بقعہ نور کہلاتا رہا۔ جب کبھی آسمان ہدایت کے یہ ستارے کشمیر کی افق سے غروب ہو جاتے تو کفر و الحاد، شرک و بدعات دوبارہ توحید کی جگہ لے لیتے اور مسلمانان کشمیر کے عقائد و اعمال مکدر ہو جاتے۔

قانون فطرت کی اسی سنت کے تحت کشمیر میں ایک ایسا خاندان (میر واعظ) رونما ہوا جس نے کشمیر میں کفر و شرک اور بدعات و خرافات کے قلع قمع کرنے کا عزم کیا اور کشمیر کی دگرگوں حالت کو سنبھالا دینے کے لئے اپنا تن من دھن قربان کیا۔ دن رات ان کا یہی مشغلہ تھا کہ اسلامیانِ کشمیر جہل و جہالت اور کورانہ تقلید سے باز آکر قرآن و حدیث، کتاب و سنت کی رہنمائی اور ہدایت آفرینی میں حیات مستعار کو بسر کر کے دین و دنیا کی سعادت حاصل کریں۔ کم و بیش چار صدیوں سے اس خاندان کی دینی، دنیاوی، ملی و ملکی، مذہبی اور سیاسی خدمات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اسی خاندان کے ایک ممتاز مرد حر، مرد مجاہد ہیں جو

یوسفِ کشمیر کے لقب سے ملقب ہیں۔

میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ :

میر واعظ محمد یوسف شاہ ۱۳ شعبان ۱۳۱۳ھ کو سرینگر میں پیدا ہوئے آپ کے والد ماجد کا نام مولانا غلام رسول شاہ تھا اور آپ کو کشمیر کا "سر سید" بھی کہا جاتا تھا کیونکہ آپ نے کشمیر میں ایک تعلیمی ادارہ کی بنیاد رکھی جس کا نام انجمن نصرت اسلام تھا۔ اس ادارہ کا مقصد کشمیر سے جہالت اور توہم پرستی کا خاتمہ تھا جس وجہ سے آپ کو یہ لقب دیا گیا[2]۔آپ نے ابتدائی تعلیم قرآن مجید، فارسی اور عربی کی بنیادی کتابیں اپنے والد ماجد اور چچا کی نگرانی میں مکمل کیں اس کے علاوہ تفسیر، حدیث، فقہ واصول کی کتابیں مولانا حسین وفائی سے پڑھیں۔والد بزرگوار کی وفات کے بعد آپ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے جہاں آپ صدر المدرسین شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ کشمیری اور مولانا شبیر احمد عثمانی کی شاگردی میں آگئے ۔ عربی ادبیات اور فقہ میں مولانا اعزاز علی سے فیض حاصل کیا۔آپ پورے آٹھ سال اس چشمۂ صافی سے فیض یاب ہو کر فاضل دیوبند کی سندِ عالی اور دیگر اسناد حاصل کر کے وطن مالوف لوٹے۔اس وقت آپ کے چچا میر واعظ کی مسند پر فائز تھے اور وعظ و تبلیغ کا فریضہ پورے سکون و اطمینان سے سرانجام دے رہے تھے[3]۔

میر واعظ کا لقب :

میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ کشمیر میں اس دینی و علمی خانوادہ کے چشم چراغ تھے جو ریاست میں "میر واعظ خاندان" کے نام سے مشہور تھا۔کشمیر میں دینی و علمی خاندان کو یہ لقب دیا جاتا تھا اور یہ لقب آپ کے خاندان میں کئی پشتوں سے چلا آرہا تھا اس کی وجہ اس خاندان کے مبلغین کی مؤثر تبلیغ اور خوبی بیان ہے۔یوں تو اس خاندان کا سلسلہ کشمیر میں مبلغین اسلام کے اولین طبقہ سے ملحق ہے لیکن مولوی صدیق اللہ نامی بزرگ کے بعد سب سے زیادہ شہرت میر واعظ خاندان کے جس بزرگ کو ملی وہ مولانا غلام رسول اول (معروف بہ لسہ بابا) تھے جو اپنے زمانہ میں مبلغین کے استاد مانے جاتے تھے اور علم و عمل میں اپنے زمانہ کے علماء میں خاص امتیاز رکھتے تھے اس کے بعد آپ کے جانشین میر واعظ مولانا محمد یحییٰ تھے جو اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے[4]۔

میر واعظ خاندان کی دینی خدمات :

برصغیر پاک وہند میں تبلیغ دین اور اشاعت توحید وسنت کا شرف خاندان شاہ ولی اللہ کو حاصل رہا ہے اس بزرگ و برتر خاندان نے سب سے پہلے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر لکھنے کو رواج دیا اور فارسی زبان جو کہ یہاں کی زبان رہی ہے میں قرآن کا ترجمہ کیا۔میر واعظ خاندان بھی اسی خانوادہ سے شرف تلمذ حاصل کر چکا تھا اور میر واعظ محمد یحییٰ شاہ تین واسطوں سے شیخ عبد العزیز محدث دہلوی کے شاگرد تھے اس توسط سے آپ نے خاندان شاہ ولی اللہ کے علمی فیوض وبرکات سے مستفید ہوتے ہوئے اور اپنے اساتذہ کی دینی روش کو اختیار کرتے ہوئے کشمیری زبان میں ترجمہ قرآن لکھنے کا ارادہ کیا[5]۔

آپ نے معاشرے میں پھیلی ہوئی بدعات ورسومات قبیحہ کے خلاف تقریر و تحریر میں بڑے معرکے سر کئے۔آپ نے کشمیری زبان میں قرآن مجید کے ترجمہ کا سلسلہ شروع کیا جو آپ کی جوان مرگی کی وجہ سے برسوں تک رُکا رہا۔آپ نے عام مترجمین کی روش سے ہٹ کر تیسویں پارہ کا ترجمہ کیا جس کی وجہ یہ تھی کہ عموماً نماز میں اسی پارہ کی سورتیں تلاوت کی جاتی ہیں تو اگر ان سورتوں کے معنی و مفہوم کو سمجھ کر تلاوت کی جائے تو زیادہ ثواب ہو گا اور نماز میں زیادہ خشوع وخضوع کی نعمت حاصل ہو

گی۔ چناں چہ یہ ترجمہ "نور العیون فی ترجمۃ عم یتساء لون" (المعروف بہ "اچھن ہند گاش") کے نام سے ۱۳۰۵ھ میں وادی کشمیر میں چھپ کر منظر عام پر آیا[6]۔آپ نے جو کام شروع کیا تھا اس کو پایۂ تکمیل تک نہ پہنچا سکے اور حج بیت اللہ کے فوراً بعد آپ کی طبیعت خراب ہو گئی اور ۱۹۰۷ھ کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔آپ کے ترجمہ کو کشمیر میں کافی مقبولیت مل چکی تھی اس لئے کئی بار یہ ترجمہ چھپ کر شائع ہوا اور یوں کشمیری زبان میں یہ پہلا ترجمہ قرآن تھا۔ یہ ترجمہ پاکستان سے النور پرنٹرز و پبلشرز فیصل نگر لاہور نے طبع کرایا ہے[7]۔

آپ کی وفات کے بعد یکے بعد دیگرے آپ کے تین لائق اور فاضل فرزندگان مولانا غلام رسول، مولانا احمد اللہ اور مولانا عتیق اللہ بالترتیب اس منصب پر فائز رہے۔ مولانا عتیق اللہ کے دور میں عملاً مولانا یوسف شاہ میر واعظ کشمیر رہے۔آپ سلسلہ میر واعظان کے چھٹے میر واعظ تھے اور کشمیر میں یہ سلسلہ آج بھی اسی طرح قائم ودائم ہے اور اس وقت کشمیر کے میر واعظ عمر فاروق ہیں۔

جامع مسجد سرینگر میر واعظ خاندان کا قدیمی تبلیغی مرکز چلا آرہا ہے۔ مغلیہ دور حکومت کی تعمیر کردہ اس تاریخی مسجد میں میر واعظ خاندان کے بزرگانِ دین کی اقتداء میں صدیوں سے ہزاروں مسلمان نماز پنجگانہ ادا کرتے ہیں اور خاص طور پر نماز جمعہ وعیدین کے لئے دور دراز سے مسلمان یہاں نماز ادا کرنے آتے ہیں۔اس عظیم تبلیغی مرکز سے مسلمانان کشمیر میر واعظ خاندان کے بزرگوں کی ایمان افروز تقاریر سن کر اپنے ایمان کو جلا بخشتے ہیں۔اس کے علاوہ یہ مسجد تحریک آزادی کشمیر کے کاروانِ حریت کا مرکز بھی رہی ہے یوں اس مسجد کو ایک خصوصی درجہ حاصل ہے[8]۔اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ میر واعظ خاندان کی دینی خدمات سے نہ صرف سرینگر بلکہ ریاست بھر کے مسلمان مستفید ہوتے ہیں اور یہاں سے اپنے عقائد واعمال کی اصلاح لیتے ہیں۔

تحریک بازیابی موئے مبارک کا آغاز بھی اسی خاندان کے ایک عظیم سپوت میر واعظ محمد فاروق نے کیا تھا اور پوری مقبوضہ وادی میں بھارتی حکومت کے خلاف احتجاج کی صدا لگائی۔ بالآخر ۱۹۶۴ء میں سرینگر کے لال چوک میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا جس کے نتیجے میں حکومت ہند کو موئے مبارک واپس درگاہ حضرت بل میں رکھنا پڑا۔اس کی زیارت کے لئے ریاست کشمیر اور دنیا کے مختلف ممالک سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ آتے ہیں[9]۔

درس وتدریس:

میر واعظان کشمیر کی نگرانی میں مروجہ تعلیم کے لئے اسلامیہ ہائی سکول اور اس کے ماتحت تعلیمی درسگاہوں کے علاوہ ایک دینی درسگاہ مدرسہ عربیہ کی صورت میں قائم تھی جس میں شائقین علوم ابتدائی کتابیں پڑھا کرتے تھے۔جب مولانا یوسف شاہ دیوبند سے فارغ ہو کر یہاں تشریف لائے تو اس درسگاہ کی ترقی میں مشغول ہو گئے اور مولوی فاضل، مولوی عالم، منشی، منشی عالم اور منشی فاضل کے درجے قائم کئے اور اس کا نام اورینٹل کالج رکھا اس درسگاہ میں تشنہ گانِ علوم کو قرآن وحدیث، تفسیر وفقہ، فلسفہ ومنطق، تاریخ وادب وغیرہ علوم پڑھائے جاتے تھے۔اس طرح نہ صرف ریاست میں عربی وفارسی تعلیمات کو زبردست فروغ ملا بلکہ ریاست میں آئمہ مساجد، خطیب، معلم اور مبلغین کی صورت میں تربیت یافتہ افراد کی ایک بڑی جماعت تیار ہوئی جو دینی وملی خدمات سر انجام دینے لگے۔اس کے علاوہ قصبہ بجبہاڑہ میں آپ نے ایک دار العلوم شرقیہ کی بنیاد رکھی جو آج اسلامیہ ہائی سکول نصرت الاسلام بجبہاڑہ کے نام سے مشہور ہے[10]۔

سیاسی سر گرمیاں:

دارالعلوم دیوبند میں تعلیم کے دوران ہی مولانا ہندوستان کی سیاسی تحریکوں بالخصوص تحریک خلافت سے بے حد متاثر ہوئے اور جب ۱۹۲۵ء وطن واپس لوٹے تو یہاں کی عوام میں سیاسی بیداری کا شعور اجاگر کرنے کی بھرپور کوشش شروع کی چناں چہ اس مقصد کے لئے "خلافت کمیٹی" کے نام سے پہلی تنظیم قائم کی۔ یہ تنظیم اگرچہ عوام میں تعلیمی کمزوری کی وجہ سے زیادہ سر گرم عمل نہ ہو سکی لیکن یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ ۱۹۳۱ء میں ریاست میں جو سیاسی ہلچل ہوئی اس کی خشت اول یہی خلافت کمیٹی تھی۔ اور جس تحریک نے گزشتہ سالوں میں کئی ہنگامہ خیز مرحلے طے کئے اس کے بانی میر واعظ ہی تھے[11]۔

۱۹۳۱ء میں سیاسی تحریک چلانے کے لئے جب خانقاہ معلیٰ میں "مسلم مجلس نمائندگان" (جس میں سات نمائندے صوبہ کشمیر اور چار صوبہ جموں سے منتخب کئے گئے) کی بنیاد رکھی گئی تو اس کی صدارت کی ذمہ داری آپ نے سنبھالی۔ اسی تنظیم نے ۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۲ء کے درمیان حکومت اور عوام کے مابین سب معرکے لڑے۔ گلانسی سفارشات مڈلٹن کی تحقیقات، پریس پلیٹ فارم، انجمن سازی، اسمبلی کا قیام[12] اور دوسرے تمام حقوق جو عوام کو حاصل ہوئے وہ سب اسی مدت میں حاصل ہوئے اور یہی وہ رعایات ہیں جن کا استفادہ ۱۹۴۷ء تک کیا جاتا رہا۔

۱۹۳۲ء میں تحریک حریت کشمیر کو منظّم انداز میں چلانے کے لئے جب آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس قائم کی گئی تو آپ بھی اس تحریک میں برابر شریک رہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر میر واعظ اپنا اثر رسوخ اور لوگوں کی تائید کو اس تحریک کے بھرپور تعاون کا قلعہ نہ بناتے تو حکومت کا تشدد پہلے ہی مرحلے میں اس تحریک کو لقمہ اجل بنا دیتی۔ ۱۹۳۲ء میں جب مسلم کانفرنس کے طریق کار کے بارے میں اختلافات بڑھ گئے تو آپ نے آزاد مسلم کانفرنس کے نام سے ایک دوسری تنظیم قائم کی اور اسی کے ذریعے اپنے نقطہ نگاہ سے عوام اور حکومت وقت کو واضح کرتے رہے[13]۔

۱۹۳۹ء میں جب مسلم کانفرنس کو نیشنل کانفرنس[14] بنانے کا واقعہ رونما ہوا تو مسلم کانفرنس کے متعدد سر کردہ رہنماؤں چوہدری غلام عباس، چوہدری حمید اللہ خان اور محمد یوسف قریشی، اللہ رکھا ساغر نے اس جماعت کو چھوڑ دیا اور ان تمام رہنماؤں نے مل کر مولانا یوسف شاہ کے مشورے سے از سر نو مسلم کانفرنس قائم کی اس تنظیم کو چلانے کا سارا کام مولانا ہی کرتے رہے۔ تحریک آزادی کے اس مرد مجاہد نے ۱۹۴۶ء تک شخصی راج کے خلاف اپنی جدوجہد کو جاری رکھا اور اس دوران طرح طرح کے مصائب اور آلام سہے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ۸ جون ۱۹۴۵ء کو آپ کی صدارت میں مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوا جس میں قرارداد آزاد کشمیر کا خاکہ مرتب کیا گیا جو کہ ۲۷ جولائی ۱۹۴۶ء کو قرارداد الحاق کشمیر مسلم کانفرنس کا منشور قرار پائی[15]۔

۱۹۶۴ء میں ایک اعلیٰ سطحی وفد اسلامی ممالک کے دورے پر گیا اور وہاں تحریک آزادی کشمیر کے لئے انقلابی کونسل قائم کی گئی اور آپ پاکستان میں اس کے ترجمان مقرر ہوئے۔ اسی انقلابی کونسل نے صدائے کشمیر ریڈیو اسٹیشن قائم کر کے ۱۹۶۵ء میں تحریک جہاد کا آغاز کیا[16]۔ یوں آپ نے مرد مجاہد کی طرح انقلابی اصلاحات کا سلسلہ جاری رکھا یہاں تک کہ داعی اجل کو لبیک کہا۔

مومن ہے بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی   کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ

مسلم پرنٹنگ پریس کا قیام:

میر واعظ مولانا یوسف شاہ کو اللہ نے زمانہ کے تقاضوں کو سمجھنے کی صلاحیت دی تھی اور آپ نے یہ محسوس کیا کہ مظلوم قوم کی آہ و فغاں کو دور دور تک پہنچانے کے لئے ایک چھاپ خانے کی ضرورت ہے۔ایسا کرنا اس لئے بھی اہم تھا کیونکہ بیرونی پریس کشمیر کی تحریک آزادی کے صحیح حالات کو شائع کرنے کی بجائے واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرتے تھے جس کی وجہ سے اس تحریک کو بہت نقصان ہو رہا تھا۔اس کے پیش نظر آپ نے ایک پریس خریدا۔یہ پریس ہماری ریاست کا پہلا قومی پریس تھا۔اس کے بعد آپ نے ''اسلام'' کے نام سے ایک سہ روزہ اخبار جاری کیا جو اسی پریس سے چھپتا تھا۔ پنجاب کے مشہور ادیب علامہ حسین کشمیری اس کی ادارت کے فرائض سر انجام دے رہے تھے۔چند سال بعد ایک اور اخبار ''رہنما'' کا اجراء بھی عمل میں آیا اس کے مدیر مولانا محمد نور الدین تھے۔یہ دونوں اخبار بے باکانہ طور پر ملک و ملت کی خدمت سر انجام دیتے رہے لیکن جبر تشدد کے لمبے لمبے ہاتھ بار بار ان کا گلا دباتے رہے۔اس لئے یہ اپنے وجود کو زیادہ دیر تک قائم نہ رکھ سکے اور یہ دونوں اخبار سرکاری عتاب کی نذر ہو گئے [17]۔

دینی حمیت اور توہین دین کا واقعہ:

ایک مرتبہ کسی ناعاقبت اندیش نے حضور ﷺ کی نسبت ناشائستہ الفاظ کا استعمال کیا جس سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوئی تو مولانا نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور ایک عظیم الشان جلوس نکالا یہ جلوس محلّہ زرپرستان پہونچا تو ملٹری اور پولیس نے بڑی بے رحمی سے ان پر لاٹھی چارج کیا اور بندوقوں سے چھلنی کیا۔ مولانا اس موقع پر سینہ تان کر اپنے بدن پر وار سہتے رہے لیکن جلوس کو آگے بڑھانے کی جد و جہد کرتے رہے۔ مسلح افواج اور پولیس نے جبراً آپ کو گرفتار کر لیا۔

ترک وطن:

میر واعظ کی زندگی کا دوسرا دور ۱۹۴۶ء سے شروع ہوتا ہے جب آپ کو اپنے وطن عزیز سے ہجرت کرنا پڑی۔یہ وہ زمانہ تھا جب آزادی تقسیم ہند کا آخری مرحلہ قریب تر آ گیا تھا۔چونکہ ہندوستان کی آزادی کے ساتھ ریاستوں کا مسئلہ بھی منسلک تھا اس لئے کشمیر کی سیاسی ناؤ ایک نازک ترین گرداب میں ڈگمگا رہی تھی۔اسی اثناء میں میر واعظ کو بعض خاص ذرائع سے معلوم ہوا کہ ریاست میں ایک سازش کا گہرا جال بچھایا جا رہا ہے۔ادھر قائدین پاکستان نے مولانا کو ریاست کے مستقبل کی خاطر بات چیت کے لئے لاہور بلایا کیونکہ ۱۹۴۴ء سے ہی جب قائد اعظم محمد علی جناح کشمیر تشریف لائے تو مسلم کانفرنس کا میلان پاکستان کی تحریک کی طرف بڑھ گیا تھا۔آپ واپس راولپنڈی پہنچے تھے کہ ریاست میں نامساعد حالات وقوع پذیر ہونا شروع ہو گئے اور آپ کو مقبوضہ کشمیر میں داخل ہونے سے روک دیا گیا جس کی وجہ سے آپ اپنے وطن واپس نہ جا سکے اور پھر وفات تک پاکستان ہی میں رہے۔

۲۴ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو کشمیر کا ایک حصہ آزاد ہو گیا اس میں مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کے زیر اہتمام ایک انقلابی حکومت کی تشکیل کی گئی جس میں سردار محمد ابراہیم خان صدر منتخب ہوئے اور آپ کو وزیر تعلیم کا قلمدان سپرد کیا گیا [18]۔

آپ کی مہاجرانہ زندگی کا یہ دور بھی آپ کے لئے کچھ کم صبر آزما نہ تھا اگرچہ آپ پاکستان کے زیر اثر آزاد کشمیر کے صدر اور وزیر تعلیم بھی رہے۔ان اعلیٰ مناصب پر رہنے کے باوجود بھی اپنے درد دل کی دوا نہ بن سکے اور ریاست کے دونوں حصوں کی مکمل آزادی اور عزت کا مقام حاصل کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور تمام عمر حق و انصاف کی آواز بلند کرتے رہے۔

آزادی وطن کا ہی جذبہ تھا کہ آپ نے ۱۹۶۴ء میں مشرق وسطیٰ کے کئی مسلم ممالک کا دورہ کیا اور ہر جگہ اپنا موقف واضح کیا۔آپ نے وطن کی آزادی اور ساٹھ لاکھ باشندگان ریاست جموں وکشمیر کے حق خودارادیت کے حصول کے لئے عالمِ اسلام کا تعاون حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کی[19]۔اگرچہ ابھی تک آپ کی یہ تمنا پوری نہ ہو سکی لیکن آپ نے اپنے مؤقف پر دوام اور استقامت کے نقوش ثبت کر دیئے اور تاریخ ہمیشہ آپ کو سنہرے الفاظ سے یاد کرتی رہے گی۔

میر واعظ آزاد کشمیر کے صدر:

۱۹۴۷ء کے بعد آزاد کشمیر میں سیاسی اعتبار سے کافی تبدیلیاں رونما ہوتی رہیں لیکن میر واعظ اپنی مستقل مزاجی، دیانت اور صداقت کے باعث سب لوگوں کے دلوں پر حکمرانی کرتے رہے۔آپ اپنی دینی وسیاسی حیثیت کے پیش نظر (۱۹۵۱ء اور ۱۹۵۶ء) میں دو مرتبہ آزاد کشمیر کے صدر بنے[20]۔اس کے ساتھ ساتھ آپ نے وادی کشمیر میں دینی تبلیغ اور سیاسی تحریک کے لئے ایک پریس خریدا تھا اور "اسلام" نام کا ایک سہ روزہ بھی جاری کیا تھا۔

سیرت وکردار:

میر واعظ مولانا محمد یوسف کشمیری انتہائی دیانت دار اور میانہ روطبیعت کے مالک تھے۔عاجزی، تواضع، ملنساری آپ کی گھٹی میں بھری پڑی تھی۔بذلہ سنجی میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے دینی ودنیاوی علمی مقام ومرتبہ میں اپنے ہم عصر میں ممتاز تھے۔اپنے پرائے حتیٰ کہ دشمن بھی آپ کی عظمت کے معترف تھے۔

عبادت وریاضت میں اپنے اسلاف کا نمونہ تھے۔شب بیداری، ذکر واذکار، اوراد و وظائف میں عموماً رطب اللسان رہتے تھے۔اخلاق حمیدہ، سخاوت وفیاضی، ایثار وقربانی، شرم وحیا، صبر ورضا اللہ نے آپ کی فطرت میں ودیعت کر رکھی تھی۔انکساری کیا یہ عالم تھا سنت نبویؐ کی پیروی میں از خود مہمانوں کی خدمت کرتے اور بازار سے سودا سلف خرید کر لاتے اس کے باوجود کہ آپ کے پاس ہمیشہ خدام کا رش لگا رہتا تھا۔سماجی برائیوں کی اصلاح کی خاطر ہمیشہ متفکر رہتے اور اس بارے میں کئی اقدامات کئے۔لہو ولعب کی محفل سے احتراز کرتے اور جہاں یہ اندیشہ ہوتا کہ خلاف شرع امور کا ارتکاب کیا جائے گا تو وہاں سے چلے جاتے۔الغرض دین وسیاست کا یہ مجمع البحرین اپنے اخلاف او اتباع کے لئے ایک جامع نمونہ عمل کے نقوش تاابد پشت خاک پر چھوڑ گئے۔میر واعظ خاندان نے ہمیشہ اپنی روحانی، علمی، سیاسی اور سماجی بصیرت سے ریاست کے محکوم ومظلوم مسلمانوں کی رہنمائی کی۔کشمیری مسلمانوں کے بنیادی حقوق کے حصول کے لئے انتھک کوشش کی۔دینی وسیاسی وسماجی خدمات کی وجہ سے اس خاندان کی عزت وشہرت صدیوں سے برقرار ہے اور یہ خاندان آج بھی اسی مسند پر متمکن ہے۔

امن عامہ اور اتحاد کا داعی:

مولانا یوسف شاہ بے شمار خصوصیات کے حامل تھے۔آپ ہمیشہ امن عامہ اور ہمدردی وسلامتی، خلق خدا سے محبت کے داعی رہے۔کشمیر میں اتحاد بین المسلمین اور مختلف فرقہ ہائے کشمیر کے درمیان اتفاق اور رواداری کو آپ لازمی قرار دیتے رہے اور ہر مرحلے پر اس کی حمایت کرتے رہے۔یہ بات حقیقت ہے کہ میر واعظانِ کشمیر اسلامیان ریاست ہمیشہ اپنے ہمسایہ غیر مسلموں کے حقوق کی نگہداشت کا درس دیتے رہے ہیں۔

ترجمہ وتفسیر قرآن مجید:

تعلیمی، سیاسی اور سماجی سر گرمیوں کے علاوہ آپ کا اصل مقصد دین اسلام کی اشاعت تھا اس مقصد کے لئے آپ نے عمر کے آخری ایام میں قرآن مجید کا ترجمہ اور اس کی مختصر تشریح کی۔ یہ ترجمہ جہاں کشمیری زبان میں مکمل پہلا ترجمہ تھا وہاں تفسیری اعتبار سے بھی پہلی تفسیر تھا جو کہ تفسیر عثمانی کے طرز پر لکھی گیا تھا۔ یہی آپ کا ہمیشہ اور ابد الآباد قائم رہنے والا عظیم الشان کارنامہ تھا۔ آپ نے بیحد عرق ریزی اور جانفشانی سے ترجمہ و تفسیر کا کام کیا اور فارسی رسم الخط میں اس کو لکھا اور اس کی کتابت بھی اسی رسم الخط میں ہوئی اور اسے شائع کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ۱۹۴۷ء میں جب آپ پاکستان آئے اور واپسی کی کوئی صورت نہ بن پائی تو آپ نے راولپنڈی میں قیام کیا جہاں آپ نے اس مقدس کام کو شروع کیا لیکن یہاں کشمیری زبان کی کتابت اور طباعت کی سہولت میسر نہ تھی اس لئے یہاں اس کے چھپنے کی کوئی صورت نہ بن سکی۔ آپ کے فرزند ارجمند مولوی محمد احمد نے آزاد کشمیر ریڈیو کے کشمیری پروگرام میں یہ ترجمہ اور تفسیر نشر کرنا شروع کی۔ یوں کشمیری زبان کی نشریات سے دلچسپی رکھنے والے اس گوہر نایاب سے آشنا ہوئے۔ مولانا یوسف شاہ یہ آس لگائے بیٹھے تھے کہ ریاست جموں وکشمیر کے مستقبل کا کوئی حل نکلے گا اور وطن واپسی پر آپ اہلیان کشمیر کو ایک عظیم تحفہ دیں گے لیکن مشیتِ ایزدی کو جو فیصلہ منظور تھا وہی ہوا اور آپ کا انتقال بھی راولپنڈی میں ہوا۔ آپ کی وفات کے بعد اس علمی خزانہ کے تلف اور ضائع ہونے کا قوی اندیشہ تھا لیکن آپ کے جانشین میر واعظ کشمیر مولانا محمد فاروق صاحب کی کوششوں سے یہ نسخہ وادی کشمیر پہنچ گیا اور اس نسخہ کی اشاعت کا اہتمام "انجمن نصرت الاسلام" نے کیا۔ یوں یہ نسخہ کتابی صورت میں محفوظ ہو گیا[21]۔

تفسیری منہج:

میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ ایک مخلص مبلغِ اسلام، جید عالم دین اور ایک متقی وپرہیزگار شخص تھے۔ دینی معاملات میں آپ نہایت محتاط انداز اپناتے تھے۔ آپ کا بلند مرتبہ موافق و مخالف سب کے ہاں یکساں مسلم تھا۔ آپ فقہ میں جمہور مجتہدین فقہا کی پیروی کرتے تھے اور مسلکِ امام اعظم ابو حنیفہ گامزن رہے اور قرآن وحدیث کے بارے میں شاہ ولی اللہ اور ان کے متبعین کے طرز عمل پر کاربند رہے۔ آپ جدت پسندوں کی باطل تاویلات سے ہمیشہ اجتناب کرتے رہے اور تفسیر کے معاملہ میں ہمیشہ سلف صالحین کے مرتب کردہ اصول وضوابط کی پابندی کرتے رہے اس لئے آپ نے جس علمی دیانت کے ساتھ اس ترجمہ و تفسیر کو معرض تحریر میں لایا ہے اس پر مکمل اعتماد کیا جاسکتا ہے۔ زبان وادب اور محاورہ کے لحاظ سے اس ترجمے کی قدر وقیمت بہت زیادہ ہے کیونکہ یہ زبان بعض قدیم علمی خاندانوں کے ہاں ایک خاص اہمیت رکھتی ہے اور معیاری کشمیر بولنے میں میر واعظ خاندان کا گھرانا خاص امتیازی شان رکھتا ہے۔ کشمیری زبان وادب کی خصائل اور شمائل کے ماہرین ہی اس زبان کے ترجمہ اور تفسیر سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔

اس تفسیر کا ادبی حسن یہ بھی ہے کی میر واعظ نے مشکل مقامات کی تفہیم کے لئے ترجمہ کے ساتھ تفسیری نکات کو جامع انداز میں پیش کیا ہے۔ اور احادیث مبارکہ سے یا شان نزول سے آیات قرآنیہ کی تشریح کرنے کی سعی کی ہے اور زیادہ تفصیل بیان نہیں کی۔ کشمیری لغت میں ایسے الفاظ کا چناؤ کیا ہے جو کہ سہل الوصول ہوں اور عام طور پر بولے جاتے ہوں نامانوس الفاظ کا استعمال نہیں کیا تا کہ قاری کو پڑھنے میں دقت نہ ہو۔

وفات:

میر واعظ مولانا یوسف شاہ کا انتقال ۱۶ر رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ کو راولپنڈی میں ہوا اور آپ کی وصیت کے مطابق مظفر آباد آزاد کشمیر میں سپریم کورٹ کے احاطہ میں آپ کو امانتاً سپرد خاک کیا گیا ہے[22]۔آپ کا مزار زلزلہ کی وجہ سے کافی متاثر ہو گیا تھا اور اب حکومت آزاد کشمیر نے اس کی از سر نو مرمت کا کام شروع کیا ہے۔آج جب کہ راقم الحروف اس مقالہ کو تحریر کر رہا ہے حکومت آزاد کشمیر کی جانب سے آپ کے مقبرہ کی از سر نو تعمیر وتزیین کا کام شروع کیا ہوا ہے اور امید ہے کہ اس مقبرہ کو آپ کی شایان شان از سر نو تعمیر کیا جائے گا۔

آپ کی دینی اور قومی خدمات کے اعتراف کے پیش نظر ہر سال ۱۶ر رمضان المبارک کو آپ کی یاد میں یہ دن منایا جاتا ہے اور آپ کے مزار پر زائرین کافی تعداد میں آتے ہیں۔

نتائج البحث:

میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ کی دینی وقومی خدمات کا اعتراف دور حاضر کے علماء وصلحاء، رؤسا وفضلاء کرتے ہیں ۔آپ ایک طرف معلم ومدرس بھی تھے دوسری طرف مبلغ ومذکر بھی تھے۔جہاں مجاہد ومہاجر بھی تھے وہاں مصنف ومؤلف بھی تھے،حامی شریعت، بانی سیاست بھی تھے ۔آپ کی تصنیفی وتالیفی خدمات میں ترجمہ قرآن بزبان کشمیری ایک عظیم تحفہ ہے جو تشنگانِ علم وعرفان کی پیاس بجھانے کے لئے کافی ہے۔آپ کا آسان ترجمہ کشمیری زبان سمجھنے والوں کے لئے بیش بہا خزانہ ہے اور آج بھی یہ زبان دنیا کی زندہ زبانوں میں شمار کی جاتی ہے۔آپ کا یہ ترجمہ "فتح البیان" یعنی کاشر قرآن کے نام سے آج بھی آزاد کشمیر ریڈیو سے براہ راست نشر کیا جاتا ہے۔جیسے شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی نے جزیرہ مالٹا میں جلاوطنی کی حالت میں قرآن مجید کا ترجمہ لکھا تھا اور وہ ترجمہ تمام علمائے اسلام کے ہاں مستند ترین ترجمہ قرار پایا اسی طرح میر واعظ مولانا یوسف شاہ کا کشمیری زبان میں کیا ہوا ترجمہ بھی کشمیری عوام وخواص کے ہاں مستند قرار پایا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

1 ۔کشمیر میں اشاعت اسلام، گمی، سلیم خان، یونیورسل بکس، ۴۰۔اے اردو بازار لاہور، ۱۹۸۶ء، ص: ۴۳۔۴۴

2 ۔مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ۔مکمل تاریخ اقوام کشمیر، فوق، محمد دین ، مشتاق بک کارنر الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، س: ندارد، ج: ۲، ص: ۸۰۸۔۸۰۹

3 ۔فتح البیان ،، (کاشر قرآن)، میر واعظ ، مولانا محمد یوسف شاہ، مولوی محمد احمد۔پی ۱۵۲۸، اصغر مال روڈ، راولپنڈی، سن : ندارد، ص: ۱۸۔۱۹

4۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ کشمیر جنت الاولیاء و مشائخ، محمد ریاض عباسی، ہاشمی پبلی کیشنز، راولپنڈی، ۲۰۱۰ء، ص: ۲۴۸۔ ۲۵۰

5۔ ایضا

6۔ نور العیون و نور علیٰ نور، المعروف بہ اچھن ہند گاش، مترجم، مولانا محمد یحیٰ شاہ، میر واعظ کشمیر، شعبہ نشر و اشاعت نصرت الاسلام سرینگر، کشمیر، سن: ندارد، ص: ۵۔ ۶

7۔ ایضا

8۔ کشمیر جنت الاولیاء و مشائخ، محمد ریاض عباسی، ص: ۲۴۵،

9۔ ایضا: ص: ۲۴۶۔

10۔ فتح البیان (کاشر قرآن)، میر واعظ مولانا محمد یوسف شاہ، ص: ۲۵

11۔ مکمل تاریخ کشمیر، فوق، محمد دین، ص: ۸۰۹

12۔ اس اجمال کی بہت لمبی تفصیل ہے ملاحظہ ہو۔

کشمیر، چراغ حسن حسرت، قومی کتب خانہ ریلوے روڈ لاہور، ۱۹۴۸ء، ط: ۲، ص: ۱۷۰۔ ۱۸۲

13۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔

تاریخ کشمیر، پروفیسر، نذیر احمد تشنہ، ، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۶ء، ص: ۸۲۱

14۔ نیشنل کانفرنس ۱۹۳۸ء کو قائم ہوئی، تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ آزادی کشمیر، الطاف پرواز، زمیندار بک ڈپو تاجران و ناشران کتب میں بازار حافظ آباد، راولپنڈی، ۱۹۸۲ء، ص: ۷۲۔ ۷۳

15۔ تاریخ کشمیر، پروفیسر، نذیر احمد تشنہ، ص: ۸۲۱،

16 اوراق جموں و کشمیر، پروفیسر، نذیر احمد تشنہ، الفیصل ناشران و تاجران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ۲۰۰۸ء، ص: ۲۹۵،

17۔ فتح البیان (کاشر قرآن)، مولانا محمد یوسف شاہ، ص: ۲۷

18۔ کشمیر جنت الاولیاء و مشائخ، محمد ریاض عباسی، ص: ۲۵۵

19۔ تاریخ کشمیر، پروفیسر نذیر احمد تشنہ، ص: ۸۲۲۔

20۔ کشمیر جنت الاولیاء و مشائخ، محمد ریاض عباسی، ص: ۲۵۵،

21 فتح البیان (کاشر قرآن)، مولانا محمد یوسف شاہ، ص: ۲۰

22۔ مظفر آباد، صابر آفاقی، ڈاکٹر، مقبول اکیڈمی سر کلر روڈ چوک اردو بازار لاہور، ۲۰۰۹ء، ص: ۳۳۵